قاضی اطہر مبارکپوری

آدمی خاندانی روایات اور آبائی رسوم پر جمے رہنے کے باعث بعض اوقات بڑی بڑی مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، اور اسے اس کی غلط روی کی سزا مل جاتی ہے،

اگر آپ دنیا کی قوموں اور ملتوں کا اس نقطۂ نظر سے عروج و زوال دیکھیں اور ان کی اس روش کا مطالعہ کریں، جو نسل پرستی اور آبا نوازی کے نام جاری رہی ہے تو بخوبی معلوم ہو جائے کہ یہ روش غلط نتائج پیدا کر کے رہی۔

دنیا کی بڑی بڑی قوموں کی عالمگیر مثالوں کو اس وقت جانے دیجئے اور ایک مثال کو دیکھئے کہ سچائی اور ہدایت کا مقابلہ میں ذرا سی آبائیت نے کیا رنگ پیدا کیا اور بعد میں کس قدر نقصان پہنچایا،

مشہور تابعی اور امت مسلمہ کے جلیل القدر عالم حضرت سعید بن مسیبؒ کے دادا کا نام حزن تھا حضرت حزن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، ان کو رحمۃ للعالمینؐ کی صحبت سے بہت کچھ فیض پہنچا ہے، اور نسلاً بعد نسل ان کے خاندان میں علم و فضل کی دولت باقی رہی مگر ایک ذرا سی بات پر ان کو اس قانونِ قدرت کی یاد دہانی کرائی گئی کہ سچائی اور ہدایت کے مقابلہ میں ذرا سی بھی آبا نوازی مضر ہوتی ہے۔

جس وقت حضرت حزن پہلی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ میرا نام حزن ہے (حزن کے لغوی معنی سخت کے ہیں)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تم سہل ہو۔ (سہل کے معنی نرم کے ہیں) اس پر حزن نے جواب دیا،

لا اغیّر اسماً سمّانیہ ابی ۔ میں اس نام کو نہیں بدل سکتا جسے میرے باپ نے تجویز کیا ہو،

اس قدر سی آبا نوازی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے گرامی کے مقابلہ میں خاندانی روایت کی برقراری کا جو نتیجہ نکلا اسے حضرت سعید بن مسیبؒ کی زبانی سنیئے۔

فما زالت الحزونۃ فینا بعد ۔ اس کے بعد سے اب تک ہمارے خاندان سے سختی نہ جا سکی،

(الادب المفرد امام بخاری طبع مصر ۱۲۴)

حضرت حزن رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی کھلی ہوئی نافرمانی نہیں کی تھی، بلکہ ایک مشورہ پر عمل نہیں کیا تھا اور شرعاً مسئلہ کا قبول ہی کر لینا ضروری نہیں ہے، البتہ آپس میں مشورہ کرنا چاہیئے،

مگر اس کا نتیجہ نکلا یہ کہ ان کے خاندان میں حزن یعنی صلابت اور سختی باقی رہی ہمیں اس سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔

رشد و ہدایت قبول کرکے اپنے آبائی خیالات اور نسلی روایات سے باز رہنا فلاح و نجاح کا باعث ہے اور اس سے زندگی کا رخ بدل جاتا ہے اس سلسلہ میں ایک واقعہ سنئے!

حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ کے والد کا نام پہلے عاص تھا، عاص کے لغوی معنی سرکش اور نافرمان کے ہیں، ان کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن عاص کے بجائے مطیع رکھا (مطیع کے معنی فرمانبردار کے ہیں) اس نام کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ ماننے کا نتیجہ یہ ہوا کہ

فلم يدرك الاسلام احد من عصاة قريش غير مطيع ۔

قریش کے عاصیوں (نافرمانوں) میں سوائے مطیع کے کوئی اسلام کی دولت نہ پا سکا۔

(ادب المفرد ص ۱۲۲)

یہاں پر آبائی نام کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تجویز کردہ نام قبول کر لینے کی برکت کا ظہور جس شکل میں ہوا وہ صاف بتا رہا ہے کہ ایک بات نے ایک خاندان کو بعد میں اسلام کی دولت سے نواز دیا، اور ایک شخص نے اسلام قبول کرکے اپنی آنے والی اولاد کو آبائی گمراہی سے بچا کر اسلام کی شاہراہ پر لگا دیا، خاندانی روایات کی پرستش کا انجام اور ان کے مقابلہ میں رشد و ہدایت کو ترجیح دینے کا نتیجہ ان دو واقعات سے ظاہر ہو رہا ہے۔

اس حقیقت میں انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ قوموں اور مذہبوں کے شاندار ماضی کے نقوش ان کے مستقبل کے لئے شاہراہ ہوتے ہیں، وہ نقوش آثار و علائم کی شکل میں زمین کے اوپر اجاگر ہوں یا روایات و مرویات کے قالب میں صفحہ قرطاس پر اپنے ابواب و فصول میں بند ہوں۔

مسلمان قوم اس معاملہ میں دنیا بھر کی قوموں سے زیادہ خوش نصیب اور بہرہ ور ہے کہ اس کے دین کے زمینی آثار اور کتابی روایات میں کوئی قدیم یا جدید قوم ہمسری کا دعوی نہیں کر سکتی۔

قرطبہ و اشبیلیہ سے لیکر سمرقند و کاشغر تک کا کون سا شہر اور قریہ ایسا ہے، جہاں اسلامیوں کے آثار و علائم کے مجسمے مساجد و معابد خانقاہ و مقابر، مدارس و مکاتب کے روپ میں موجود نہیں ہیں، جن کی ایک ایک اینٹ سے اسلام کے عظیم رجال کی تاریخ وابستہ ہے اور جن کا وجود زبان حال سے انہی کے مقدس افسانے سنا رہا ہے،

اسی طرح اسلامی روایات و مرویات کا سلسلہ تدوین و تصنیف و تالیف عہد رسالت سے لیکر آج تک کروڑہا کتابوں میں اسلامی علوم و فنون کو بکھیرتے ہوئے دنیا کو دعوت دید و شنید دے رہا ہے۔

امت محمدیہ علوم و فنون کی تدوین اور اپنے آثار و علائم کے جمع کرنے میں کرامت کا درجہ رکھتی ہے۔ دنیا میں کوئی قوم اس قدر تصانیف کثیرہ کی حامل نہیں گزری جس قدر کہ مسلمان قوم ہے۔ اگر اس کا ہلکا سا خاکہ دیکھنا ہو تو الفہرست ابن ندیم، کشف الظنون چلپی اور تاریخ ابن خلکان وغیرہ کی طرف مراجعت کرنی چاہئے۔

بہار ضلع گیا مین اس درخت کی نسل اب تک موجود ہے جس کے نیچے بیٹھ کر گوتم بدھ نے سالہا سال ریاضت کی اور اس مقدس درخت کے نیچے گیان حاصل کیا تھا، وہ دن بدن مرجھایا جاتا ہے، اس کی چند شاخون مین بڑے بڑے چھید ہو گئے ہین، اس درخت کے ختم ہو جانے کے اندیشے سے بدھ ممالک مین ایک خوف دہراس پیدا ہو رہا ہے، اور انھون نے حکومت بہار سے اپیل کی ہے کہ وہ اس درخت کی دیکھ بھال کرے، بدھ اعتقاد کے مطابق اس درخت کو کاٹنا چھانٹنا سیاہ بختی کی نشانی ہے،

چنانچہ اس درخت کی دیکھ بھال کے لیے مغربی بنگال کے محکمہ نباتات کے ماہر ڈاکٹر پی بسو اس خاص طور سے آئے، اور انھون نے معائنہ کرکے بتایا کہ اس درخت کی حالت تشویشناک نہین ہے، البتہ اس درخت کی صحت مند نشو و نما کے لیے اس کی چند شاخین چھانٹنا ضروری ہین، اگرچہ مین توہم پرست نہین ہون، لیکن مین خود اس کام کو کرنے کی جرأت نہین کر سکتا، البتہ ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے اس کا مشورہ دے سکتا ہون مگر اس کام کے لیے کسی آدمی کا ملنا مشکل ہے۔

اس تفصیل کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مذاہب کی تاریخ مین ان کے ہیروؤن کے آثار اور تبرکات کو جو مقام ان کے پیروؤن کے نزدیک ہوتا ہے، اس کا اندازہ اس درخت کی اہمیت و عظمت سے بخوبی ہو سکتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ جس قوم اور مذہب کے پاس اپنے ہیرو اور بانی کے متبرک آثار اور نشان زیادہ ہون گے اس کے اندر اپنے دین سے تعلق زیادہ ہوگا، اور اس مین عقیدت و محبت کی بڑی کثرت ہو گی، اس نقطۂ نظر سے اسلام اور دوسرے مذاہب کا مقابلہ کرو، اور دیکھو کہ ادیانِ غیر کے مقابلہ مین مسلمانون کے یہان دینی آثار و نشان کس قدر زیادہ اور درخشندہ و تابندہ ہین، اور اس اعتبار سے مسلمانون کو اپنے دین و اسلام اور اپنے بزرگانِ دین سے دوسرون کے مقابلہ مین کس قدر فوقیت حاصل ہے،

جس طرح نسلون اور قومون کی خاص خاص روایات ہوتی ہین، اسی طرح ملکون اور زمینون کے بارے مین بھی کچھ مخصوص روایات ہوا کرتی ہین، جو کسی نہ کسی رنگ مین ہمیشہ پائی جاتی ہین، ان کا سبب بعض مرتبہ جغرافیائی حالات اور آب و ہوا کے اثرات ہوتے ہین اور بعض مرتبہ کوئی ایسی بات ہوتی ہے، جو کسی ایک حلقہ مین کسی وجہ سے خاص اہمیت حاصل کر لیتی ہے، اور تاریخی طور پر وہ رہ رہ کر عود کیا کرتی ہے۔

قدیم زمانہ سے ایران کا علاقہ اپنے قدیم جغرافیائی وسعت سمیت مختلف ملل و نحل کی پیداوار اور ظہور کے لیے خاص روایات رکھتا ہے، اور اس کا یہ وصف اسلام کے بعد بھی قائم رہا، اور اس کی مٹی سے یہ تاثیر کسی نہ کسی رنگ مین ظاہر ہوتی رہی، چنانچہ قدیم زمانہ مین اس سرزمین سے زردشت، یوذاسف اور مانی جیسے لوگ پیدا ہوئے، اور اسی سرزمین سے اسلامی دور مین کئی نئے فرقون اور خیالون کے بانی بھی پیدا ہوئے۔

اس سلسلہ کی ایک کڑی باب و بہار کا خروج بھی، جنھون نے گذشتہ صدی مین ایران کے اندر ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی، اور مہدویت کے آڑ مین اسلام کا حلیہ بھی بدل دینا چاہا۔ اس کے بانیون پر ان کے دعوے کے مطابق ان پر الہام ہوتا تھا اور الواح

نازل ہوتی تھین،

یہ مذہب اپنی تعلیمات اور اثرات کے اعتبار سے ہندوستان کے فرقۂ قادیانی سے بہت زیادہ میل کھاتا تھا، قادیانی فرقہ اہلسنت کے اندر پیدا ہوا اور بہائی فرقہ اہل تشیع کے اندر پیدا ہوا، مگر دونون اپنے مقصد کے اعتبار سے متحد ہین، اور دونون مین بہت سی باتین قدر مشترک کے طور پر ہین،

آجکل ایران مین بہائیون کے خلاف سخت نفرت پھیلی ہوئی ہے، شیراز کے شیعی علما اور عوام نے اس نئے مذہب کے خلاف اقدام کرنے کے لئے حکومت ایران سے کہا ہے کہ وہ ماہ محرم الحرام مین مستقل تحریک شروع کرنے والے ہین، انھون نے سید علی محمد باب کے مکان واقع شیراز کو نقصان پہنچایا ہے اور اس فتنہ کو بند کرنے کی کوشش کی ہے، جو سیکڑون سال سے بہائی فرقہ کی طرف سے ایران اور دوسرے اطراف مین جاری ہے۔

بہائی فرقہ کے تین ہیرو ہین، ان مین سے ایک سید محمد علی ہے، فرقۂ بہائیہ کے نزدیک سید محمد علی کا لقب حضرت باب قائم موعود، نقطۂ اولیٰ حضرت اعلیٰ مبشر جمال الٰہی ہے، یہ شخص شیراز کے ایک بزاز سید محمد رضا کا لڑکا تھا،

۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء مین شیراز مین پیدا ہوا، اس نے پہلی مرتبہ ۱۲۶۰ھ مین ذکریت کا دعویٰ کیا، پھر ۱۲۶۱ھ مین مہدویت کا دعویٰ کیا، اور ۱۲۶۲ھ کے بعد الوہیت وغیرہ کیا، اور ایک مستقل فرقہ کی بنیاد رکھی، جس کی ظاہری شریعت اسلام اور قرآن کے بالکل مخالف ہے، اس فرقہ کے لوگ سید علی محمد باب قائم کو حضرت امام حسن عسکریؑ کا فرزند بھی کہتے ہین، اور اس کے منکر کو کافر گردانتے ہین،

بہائی فرقہ کے دوسرے ہیرو کا نام میرزا حسین علی بہائی ہے، اس شخص کے باپ مرزا عباس تھے، جو کہ مرزا بزرگ کے نام سے مشہور تھے، اور مازندران کے قریب نور نامی قریہ کے رہنے والے تھے، مرزا حسین علی نوری ملقب بہ بہاء اللہ محرم ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء مین پیدا ہوا، بہائی فرقہ کے لوگ اس شخص کے مادر زاد ان پڑھ ہونے کے قائل ہین، خود بہاء اللہ نے لوح ناصر المومنین مین اپنے ان پڑھ ہونے کا اقرار کیا ہے۔

بہاء اللہ کی الواح وایات بھی ہین جو نہایت دلچسپ ہین، ان مین اس شخص نے عجیب عجیب باتین کہی ہین۔

بہاء اللہ نے اپنے مذہب مین تین طرح کی تعلیمات رکھی ہین، ایک جو عبادات وحقوق سے متعلق ہین، دوسری جو اجتماعی اداب ونظام سے تعلق رکھتی ہین، اور تیسری جو مختلف بادشاہون، حکمرانون اور قومون سے خطاب کی صورت مین ہین،

اس سلسلہ مین بہائیون کا الگ حج بھی ہے، جو دو گھرون مین ایک کا طواف کرنے سے ہو جاتا ہے، ایک سید محمد علی باب کا مکان واقع شیراز ہے، جسے شیراز کے مجتہدون اور عوام نے تنگ آکر نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے، دوسرا مکان بہاء اللہ کا بغداد مین ہے، بغداد کا مکان مقدمہ بازی کے بعد اس کے اصلی مالک کے قبضہ مین چلا گیا ہے۔

اس فرقہ کے تیسرے ہیرو ہونے کا فخر ایک فاضلہ عورت قرۃ العین کو حاصل ہے، اس کا نام زرین تاج خانم، کنیت ام سلمہ اور

لقب قرۃ العین ہے، بعد میں طاہرہ کے لقب سے مشہور ہوئی یہ خاتون حاجی ملا صالح قزوینی کی لڑکی تھی جو کہ ایک عالم تھے ۱۲۳۳ھ میں پیدا ہوئی، یہ خاتون بچپن ہی سے بڑی ہونہار اور ذہین تھی، باب اور بہاء اللہ سے اس خاتون کے تعلقات نے بہائی تحریک میں اور بھی زور پیدا کر دیا۔

انسان نے اس زمین پر آنکھ کھولی تو اپنے سامنے زمین اور آسمان کو پایا اور ان کے بیشمار عجائب و مظاہر میں اس کی نگاہ کھو کر رہ گئی، اس نے اوپر نیچے اور دائیں بائیں جب نظر دوڑائی تو اسے ہر طرف مناظر ہی مناظر نظر آئے، اور اس نے اپنے غور و فکر کی تمام طاقت ان کے سمجھنے میں صرف کر دی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسانی فکر ان ہی مناظر و مظاہر میں الجھ کر رہ گئی، اور ان ہی کو اپنی فکر کا منتہا سمجھ لیا،

قدیم زمانہ سے عقلیاتی علوم و فنون اسی محور پر گردش کرتے ہیں، اور ان کا مرکز یہی ظاہری مناظر و مرایا ہیں، لیکن چونکہ عقل انسانی نے کائنات فہمی میں دینی روشنی سے مدد نہیں لی، اور انبیاء و رسل کے افکار و تعلیمات سے یکسو ہو کر اپنی عقلیاتی راہ اختیار کی، اس لیے اسے ہر ہر گام پر ٹھوکریں کھانی پڑیں یہی وجہ ہے کہ علوم طبیعات اور علوم مابعد الطبیعات، سائنس، ہیئت وغیرہ میں آجکل انسان کسی آخری فیصلہ پر نہیں پہنچ سکا، اور عقلاء ابتدائی تحقیقات اور دلائل سے آگے نہیں بڑھ سکے، اس کے مقابلہ میں انبیاء و رسل کے متبعین نے اس مدرسۂ کائنات میں جو کچھ پڑھا لکھا اور معلومات حاصل کیں وہ اپنی تحقیقات میں یقین اور حق الیقین تک پہنچکر اطمینان قلب کی ساری منزلوں کو طے کر گئے، چنانچہ مسلمان علماء اور حکماء نے پہلے اللہ و رسول سے روشنی حاصل کی، پھر ان کے بتائے ہوئے طریقہ پر آیات آفاقی، آیات تکوینیہ اور آیات النفسیہ میں غور و فکر کیا اور ایسے اطمینان بخش نتیجہ پر پہنچے جس میں اندیشۂ و تنزل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اسی طرز فکر و نظر کی برکت ہے کہ مسلمانوں کے ہر قسم کے علوم و فنون کو اپنایا، ہر قسم کی اختراعات و ایجادات سے دنیا کو نوازا مگر ان علوم و فنون سے انسانیت کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا، اس کے مقابلہ میں آجکل کی ملحدانہ تحقیقات و ایجادات کی تباہ کاری و فتنہ پروری کا تماشا نظر آ رہا ہے وہ اسی کا نتیجہ ہے کہ عقل عام کار اپنی خوشی میں آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے، اور اس پر دین و دیانت کی کوئی بندش نہیں ہے۔

جدید تحقیقات کی رو سے زہرہ کے کرہ میں دن ۳۹۰ گھنٹوں کا ہوتا ہے، ماہرین ہیئت کا بیان ہے کہ کبھی زمانۂ ماضی جب زمین زیادہ سرعت کے ساتھ گردش کرتی تھی، تو دن صرف بارہ گھنٹہ کا ہوتا تھا، لیکن اب مرور ایام سے جس قدر اس کی حرکت کم ہوتی جاتی ہے اسی قدر دن بڑھتا ہے۔

زمین کی حرکت کم ہونے کے متعدد اسباب ہیں، ان میں سے ایک خاص سبب زمین کے سمندروں میں مد و جزر کا پیدا ہونا ہے، جو شمس و قمر کی کشش سے پیدا ہوتا ہے، دوسرا سبب ستاروں سے شہاب ثاقب کا زمین پر گرنا ہے، جس سے زمین کا ثقل بڑھتا جاتا ہے، اور دن طویل ہو رہا ہے، نیوٹن کا اندازہ ہے کہ ۲۴ گھنٹوں میں ایک کروڑ شہاب ثاقب زمین پر گرتے ہیں، جن میں سے اکثر مشتعل ہو کر گیس میں تبدیل ہو جاتے

ہیں، تاہم زمین کا تنقل ان سے بڑھتا رہتا ہے۔ ابھی تو نہیں لیکن بہرحال ایک زمانہ آنے والا ہے، جب کہ دن کی طوالت ہیں طور پر محسوس ہو سکے گی یہاں تک کہ ایک دن پورا ایک مہینہ کا ہو جائے گا، اور اس وقت چاند ایک چھوٹے ستارے کی طرح ہر وقت نظر آتا رہے گا۔

ہم اس تحقیق کو بالکل آخری اور بالکل صحیح نہیں تسلیم کرتے، جدید تحقیقات عبوری دور سے گذر رہی ہیں اور ان کے کسی نظریہ کے لیئے عمر اور درازی کا کوئی معین حصّہ مقرر نہیں ہے تاہم اتنا تو کہہ سکتے ہیں کہ آجکل کے یہ محقق قرآن کے اس قول کی طرف آرہے ہیں، جس میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کا ایک دن تمہارے آج کے ہزار سال کے برابر ہو گا، دن کا آہستہ آہستہ بڑھنا اور آگے چل کر اس کا پورا ایک ماہ کا ہو جانا خبر دے رہا ہے کہ کسی زمانہ میں وہ ایک ہزار سال کے برابر ہو جائے گا، بہرحال ان نئے محققین اور بے دین علماء کے نزدیک یہ بات ہو یا نہ ہو دین و دیانت کی روشنی میں دیکھنے والے محققین اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور اس پر یقین کر رہے ہیں،

ایک مرتبہ خلافتِ صدیقی میں مدینہ منورہ میں غلہ کی نایابی ہوگئی اور لوگ کھانے کے محتاج ہو گیئے، ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اے لوگو شام ہوتے ہوتے اللہ تعالیٰ تمہاری غذائی مصیبت کو دور فرما دے گا۔ دوسرے دن علی الصباح بشارت دینے والے نے خوشخبری سنائی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے مدینہ منورہ میں آگئے،

اس خبر کے مدینہ میں پھیلتے ہی تاجروں کا ایک وفد حضرت عثمانؓ کی خدمت میں گیا، اور دروازہ کھٹکھٹایا، آپ نے نکل کر ان سے سوال کیا کہ آپ حضرات کس لئے تشریف لائے ہیں؟ تاجروں نے کہا آپ کے پاس جس قدر غلہ آیا ہے اسے ہمارے ہاتھ فروخت کر دیجئے، تاکہ ہم اسے فقراء مدینہ پر تقسیم کر دیں، اور ان کے کھانے پینے میں کشادگی پیدا ہو۔ حضرت عثمانؓ نے تاجروں کی یہ بات سن کر فرمایا آپ لوگ اندر آیئے، جب وہ لوگ اندر گیئے تو دیکھا کہ غلہ کی بوریاں اندر ڈالی ہوئی ہیں، آپ نے ان سے دریافت فرمایا میں نے ان غلوں کو ملک شام سے خریدا ہے، آپ لوگ میری خرید پر کس قدر منافع دیں گے، لوگوں نے کہا ہم دس کا مال بارہ پر خریدیں گے، حضرت عثمانؓ نے کہا اور بڑھاؤ، انھوں نے کہا دس کا مال چودہ کے حساب سے خریدلیں گے، آپ نے فرمایا اور زیادہ کرو، انھوں نے کہا اچھا دس کا مال پندرہ پر لیں گے، آپ نے پھر فرمایا کہ مجھے تو اس سے زیادہ مل رہا ہے، یہ سنکر ان تاجروں نے کہا کہ ہم لوگ مدینہ کے تاجر ہیں، کس نے آپ کو اس قدر زیادہ منافع دیا ہے؟ آپ نے جواب دیا

لقد زادنی اللہ لکل درھم عشرۃ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا	اللہ نے مجھے ہر ایک درہم پر دس درہم زیادہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو نیکی کریگا تو اس کے لئے دس گنا ہے،

حضرت عثمانؓ کا یہ جواب سن کر تمام تجار مدینہ نے کہدیا ہم میں اتنی سکت نہیں ہے،

اس پر آپ نے ان تاجروں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا

فاشہدکم معشر التجار انہا صدقۃ علی فقراء المدینۃ۔	اے گروہ تجار میں تم کو گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں کہ یہ سارا غلہ فقراء مدینہ پر صدقہ ہے،

اسلام کے سرمایہ داروں کی اس قسم کی کہانیاں بہت زیادہ ہیں، اور ان کی زندگی نے فلاح و نجاح کے لئے ایسے لاتعداد کارنامے

انجام دیئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ دنیا کے دوسرے سرمایہ داروں کی طرح اسلام کے مالداروں اور تاجروں کی زندگیاں مظلوموں کی آہوں، مسکینوں کے نالوں اور محتاجوں کی کراہوں کی بھٹی میں نہیں پڑتی ہیں، اور ان کے رخسار عوام کے خون سے سرخ نہیں ہیں، کیونکہ اسلام نے انسانی زندگی کے تمام کردار و اطوار اور مظاہر کی طرح سرمایہ و ثروت کے لیئے حدود و آداب مقرر کیا ہے، اور سرمایہ دار کے ذمہ تمام انسانوں اور محتاجوں کے حقوق رکھے ہیں۔

پس جس ملک اور قوم کے سرمایہ دار انسانیت کا خون چوستے ہوں اور زندگی کی ساری قدروں کو سمیٹ کر اپنے عشرت خانے جمع کرتے ہیں، وہ اپنے یہاں سے ایسا سرمایہ دارانہ نظام ختم کر دیں تاکہ ان میں انسانیت اجاگر ہو، اور زمین پر امن و سکون کی بستیاں آباد ہوں، اور اسلام کے اسی اصول ثروت کے ماتحت اپنے یہاں نظام قائم کر کے دیکھیں کہ اسلام ذاتی ملکیت کا حق تسلیم کرنے کے بعد ہر فرد میں آسودگی اور اطمینان و خود اعتمادی کی کیسی روح بیدار کرتا ہے،

فتوحات اسلامیہ استعماریت اور مال اندوزی کی فتوحات نہیں ہیں، بلکہ ان کی آزادی اور رشد و ہدایت کی فتوحات ہیں، زمین میں اسلامی فتوحات آزادی و آبادی کے لئے ہیں عقیدہ میں اسلامی فتوحات توحید اور ایمان کے لیئے ہیں، شریعت میں اسلامی فتوحات حق اور عقل کے لیئے ہیں، سیاست میں اسلامی فتوحات نیکی اور عدل کے لئے ہیں، زبان میں اسلامی فتوحات ادب اور بلاغت کے لیئے ہیں، علم میں اسلامی فتوحات علم کی تجدید و اس کے احیاء کے لئے ہیں، فن میں اسلامی فتوحات ایجادات اور نئی دریافت کے لیئے ہیں،

اسلامی فتوحات نے دنیا کی قوموں پر ترقی کے دروازے کھول دیئے ہیں، انسانی ذہنوں کے سوچنے اور سمجھنے کی راہ کھول دی اور انسانیت کے دل پر ظلم و جہالت کے لگے ہوئے تالے توڑے! و جس قوم اور جس ملک نے اسلامی فتوحات کا بڑھ کر استقبال کیا وہ کونین کی سربلندی و سرفرازی کا وارث و مالک بنا

عربوں نے اسے اپنایا تو مشرق و مغرب پر چھا گئے، ترکوں نے اس کا استقبال کیا، تو اقبال مندی اور خوش نصیبی نے ان کے قدم چومے، مغلوں نے اس دولت کو سمیٹا تو حکمرانی کی دولت سے بہرہ مند ہوئے، اسی طرح ساسانیوں، ایرانیوں، ہندیوں اور مصریوں نے اسلام سے تعلق پیدا کیا، تو اسلام نے ان کو عروج و ارتقا کا عرش نشین بنادیا،

اے اختراعات و ایجادات سے محروم مسلمانو!

اے علوم و فنون کی شمع جلا کر محروم ہو جانے والو!

اے ذہن و دماغ کی بلندی سے گرے ہوئے لوگو!

اے اخلاق و دیانت کی دولت سے بیگانو!

اے دنیا میں آج مجموعی اعتبار سے پس ماندہ رہ رُو!

اے زندگی کے سفر میں دوسروں کی قیادت کے تمنائیو!

اے دنیا کو سب کچھ دیکر سب کچھ سے غافل نشینو!

آؤ اسلام کا دامن آج بھی تمہارے لئے کھلا ہوا ہے، اسلام کے لافانی اصول اور ابدی قوانین آج بھی تمہیں ابدی زندگی اور لافانی حیثیت دینے کے لئے تیار ہیں، اور اسلام آج بھی تم کو زندگی کے ہر میدان میں آگے جانے والوں میں سب سے آگے کرنے کے لئے موجود ہے۔

خبر کی سرخی ہے "رسول اکرمؐ اور بارہ اماموں کی تصاویر شائع کرنے کا شرانگیز اقدام"۔ اس کے بعد خبر ہے کہ لاہور کے مال روڈ کے ایک فوٹو گرافر کے پاس فریم کے لئے ایک تصویر لائی گئی ہے جو ایران میں چھپی ہے، اس تصویر میں درمیان میں ایک بزرگ دکھائے گئے ہیں جس پر حضرت محمدؐ کا نام درج ہے، اس بزرگ کے آس پاس بارہ اور بزرگ دکھائے گئے ہیں جن پر بارہ اماموں کے نام لکھے ہیں، تصویر پر پرینٹ لائن کی عبارت یہ ہے "از نشریات کتاب فروش روبہ طہران خیابان ناصر خسرو"

یہ تو پاکستان اور ایران سے متعلق خبر تھی، اب ذرا اپنے ملک ہندوستان کی ایک خبر سنیئے، جسے جناب سلطان صاحب مبارک منزل اجین سے تحریر فرماتے ہیں،

عرض ہے کہ اجین میں عشرۂ محرم الحرام عجیب طور سے منایا جاتا ہے پہلی تاریخ کو چوکی دھلتی ہے، تعزیہ، براق اور بانس کے مختلف سائز کے گھوڑے بنائے جاتے ہیں، جن کے نام "بڑے صاحب" "چھوٹے صاحب" وغیرہ ہیں، ہر رات کسی نہ کسی کا شب گشت نکلا کرتا ہے" بوہرہ اور شیعہ حضرات سے زیادہ سنی شرکت کرتے ہیں، نویں اور دسویں شب کو ہزاروں عورتیں "بڑے صاحب" کے پیچھے بطور منت کھڑی چوکی بھرتی ہیں، یعنی ساری رات کھڑی رہتی ہیں، پیشاب پاخانہ کی حاجت بھی کھڑے کھڑے رفع کرتی ہیں، دو تین سال سے ایک اور نئی حرکت شروع کی گئی ہے جس کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں، بعض شیعہ اور بوہرہ حضرات کے یہاں "روشنی" کی جاتی ہے، اس میں چند تصویریں رکھی جاتی ہیں، ان میں حضرت علیؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت عباسؓ، حضرت امام حسنؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی شبیہ ہوتی ہے، جو نہایت بھونڈی مصوری کا نمونہ ہیں،

آپ اور ہم سب اگر امریکی رسالہ "لائف" کوئی تصویر چھاپتا ہے تو اس کی مخالفت کرتے ہیں اور ضبط کرا دیتے ہیں، مگر مسلمان خود ایسی مہمل تصویر کی نمائش کرتے ہیں، اور کوئی نہیں روکتا۔ فقط احقر سلطان۔

تہران میں جو حرکت کی گئی ہے وہ اور ہندوستان میں جو حرکت کی گئی ہے وہ بھی شیعہ اور بوہرہ حضرات کی طرف سے ہے اور اس کی ذمہ داری ان ہی پر ہے، دونوں فرقوں کے علماء اور مجتہدین حضرات اس حرکت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، اگر ہم کچھ عرض کریں گے تو معلوم نہیں اسے کس بات پر محمول کیا جائے گا، مناسب ہے کہ شیعہ حضرات کے ذمہ دار علماء یا اسے روکیں یا پھر اعلان فرما دیں کہ شیعی نقطۂ نظر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے بزرگان دین کی تصویریں جائز ہیں،

بازاروں میں کتب فروش اپنے چار پیسہ کے لئے براق کی نہایت مضحکہ خیز تصویر بنا کر فروخت کرتے ہیں، اور جاہل مسلمان اسے لیجا کر

اپنے گردون کی زینت بناتے ہین اور اعتقاد رکھتے ہین کہ جو براق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لیے شب معراج مین آیا تھا یہی ہے

آپ حضرات ائمہ اطہار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بھی اگر کھینچی اور بنائی جاتی ہے تو پھر ہمین کیا حق ہے کہ ہم دوسرے دوسرے مذاہب کے لوگ اگر یہ حرکت کرین تو اسے ہم برا مانین، اور اس کے خلاف مضامین لکھین اور مظاہرے کرین۔

بہرحال شیعی نقطۂ نظر سے اس بارے مین بات کوئی ہو مسلمانانِ عالم کی روش کے خلاف چل کر آئمہ دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویرین بنانا اور ان کا مظاہرہ کرنا سخت گستاخی اور بے ادبی ہے اور تعزیہ داری کے نام پر صنم پرستی کی دعوت ہے۔

ہم نہایت اخلاص سے شیعہ حضرات کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ کرتے ہین، اور گذارش کرتے ہین کہ ائمہ دین اور اہل بیت اطہار کی محبت و عقیدت کو اس قسم کے مظاہر سے بالاتر سمجھا جائے، اسلام کے عام نقطۂ نظر سے اللہ و رسول اور بزرگانِ دین کی محبت و عقیدت کی راہ مین شبیہ و تصویر روڑا ہے،

تہران کے پریس نے یہ ناعاقبت اندیشانہ اقدام کر کے دنیا بھر کے پریسون کو دعوت دی ہے کہ تم بھی اب بے دھڑک اس قسم کی تصویرون کو چھاپ فروخت کرو۔

اگر مسلمان پریس اس طرح بت فروشی پر اتر آئین گے تو ان کا رہا سہا بھرم بہت جلد رخصت ہو جائے گا، اگر مسلمان اس طرح دولت کمانے پر اترین گے اور اپنے بزرگون کی تصویرین بیچ بیچ کر کھائین گے تو خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ دنیا مین نہایت ہی ذلیل زندگی گذار کر ذلیل موت مرین گے۔